طالب محسن

توحید اور نجات

(مسلم، رقم ۳۰)

عن معاذ بن جبل قال: كنت ردف النبی صلی اللّٰه علیه وسلم . لیس بینی وبینه إلا مؤخرة الرحل. فقال: یا معاذ بن جبل. قلت: لبیك رسول اللّٰه وسعدیك. ثم سار ساعة . ثم قال: یا معاذ بن جبل. قلت: لبیك رسول اللّٰه وسعدیك . ثم سار ساعة. ثم قال: یا معاذ بن جبل. قلت: لبیك رسول اللّٰه وسعدیك. قال: هل تدری ما حق اللّٰه علی العباد؟ قال: قلت: اللّٰه ورسوله اعلم. قال: فإن حق اللّٰه علی العباد أن یعبدوه ولا یشركوا به شیئا. ثم سار ساعة. ثم قال: یا معاذ بن جبل قلت: لبیك رسول اللّٰه وسعدیك . قال: هل تدری ما حق العباد علی اللّٰه إذا فعلوا ذلك؟ قال: قلت: اللّٰه ورسوله أعلم. قال: أن لا یعذبهم.

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں (سواری پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور آپ کے بیچ میں صرف کجاوے کی انی تھی۔ آپ نے فرمایا: معاذ بن جبل۔ میں نے کہا: حاضر، حاضر، رسول اللہ، میری خوش نصیبی۔ پھر آپ کچھ دیر چلتے رہے۔ پھر فرمایا: معاذ بن جبل۔ میں نے کہا: حاضر، حاضر، رسول اللہ، میری خوش نصیبی۔ آپ نے پوچھا: تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے بتایا: اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر آپ کچھ دیر چلے۔ پھر کہا: معاذ بن جبل۔ میں نے کہا: حاضر، حاضر، رسول اللہ، میری خوش نصیبی۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو، جب اس کے بندے یہ کر لیں تو بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ کہ وہ انھیں عذاب نہ دے۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

عن معاذ بن جبل قال كنت ردف رسول الله صلى الله عليه وسلم على حمار، يقال له عُفَير. قال: فقال: يا معاذ، تدرى ما حق الله على العباد وما حق العباد على الله؟ قال: الله ورسوله أعلم . قال: فإن حق الله على العباد أن يعبدوا الله ولا يشركوا به شيئا . وحق العباد على الله عز وجل أن لا يعذب من لا يشرك به شيئا . قال: قلت: يا رسول الله، أفلا أبشر الناس. قال: لا تبشرهم فيتكلوا.

''معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک گدھے پر جسے عُفَیر کہتے ہیں، بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے مجھ سے پوچھا: معاذ، جانتے ہو اللہ کا بندوں پر اور بندوں کا اللہ پر کیا حق بنتا ہے۔ کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ

ٹھہرائیں۔ کہتے ہیں: میں نے حضور سے پوچھا: کیا میں لوگوں کو خوش خبری نہ دوں۔ آپ نے فرمایا: انھیں یہ خبر نہ سناؤ، وہ اسی پر بھروسا کرنے لگیں گے۔''

عن معاذ بن جبل رضی اللّٰه عنه قال : قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: یا معاذ، أتدری ما حق اللّٰه علی العباد؟ قال: اللّٰه ورسوله أعلم. قال: أن یعبد اللّٰه ولا یشرك به شئ. قال: أتدری ماحقهم علیه اذا فعلوا ذلك؟ فقال: اللّٰه ورسوله أعلم. قال: أن لا یعذبهم.

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: معاذ، جانتے ہو بندوں پر اللہ کا حق کیا ہے؟ کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ آپ نے پوچھا: جانتے ہو، اس پر ان کا حق کیا ہے جب وہ یہ کر لیں۔ کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ کہ وہ انھیں عذاب نہ دے۔''

عن الأسود بن هلال قال: سمعت معاذا یقول: دعانی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فأجبته. فقال: هل تدری ما حق اللّٰه علی الناس نحو حدیثهم.

''اسود بن ہلال (مرحوم) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی۔ میں نے جواب دیا تو آپ نے پوچھا: جانتے ہو اللہ کا لوگوں پر کیا حق ہے؟ سابقہ روایت کی طرح۔''

لغوی مباحث

ردف: سوار کے پیچھے بیٹھنے والا۔ اسی معنی میں 'ردیف' کا لفظ بھی آتا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

مؤخرۃ: کجاوے کا ابھرا ہوا پچھلا حصہ۔

تدری: 'دری' اہل لغت اس کے معنی: 'کوشش اور سعی سے جاننا' بیان کرتے ہیں۔ زمخشری کی رائے میں 'درایۃ' وہ معرفت ہے جو چالاکی یا فریب سے حاصل کی جائے۔ اردو میں جاننے کے مترادف کسی لفظ میں سعی اور کوشش کا پہلو شامل نہیں ہے۔

حق: حق کا لفظ اپنے اندر کئی پہلو رکھتا ہے۔ یہاں اردو کے لفظ حقوق کے مفہوم میں آیا ہے۔ یعنی وہ چیز جو کسی دوسرے کے پہلو سے ایک انسان پر واجب اور لازم آتی ہے۔

فیتکلوا: 'اتکال' تکیہ کرنا۔ یہاں اس سے وہ بھروسا مراد ہے جس کے ساتھ سعی و جہد موجود نہ ہو۔

معنی

اس روایت کا بنیادی مضمون شرک کی شناعت اور اخروی نجات کے لیے اس سے اجتناب کی اہمیت کو واضح کرنا ہے۔ دین کی تعلیمات سے آگاہ ہر شخص جانتا ہے کہ توحید کو اس میں اساس کی حیثیت حاصل ہے۔ مذہبی افکار میں انسان کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ کائنات کے خالق و مالک کے ساتھ کسی دوسری ہستی کو کسی بھی پہلو سے شریک مانے۔ چنانچہ تمام انبیا نوع انسانی کو اس غلطی اور اس کے خوف ناک انجام سے باخبر کرتے رہے ہیں۔ قرآن مجید کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ شرک ایک ایسا جرم ہے جس کے مرتکب کی جہنم سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

اس روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اللہ ہی کی عبادت کرنے اور شرک سے اجتناب کو اللہ کا حق قرار دیا ہے۔ اس سے آپ کے پیش نظر یہ حقیقت واضح کرنا ہے کہ توحید کی حیثیت ایک علمی مسئلے کی نہیں ہے۔ شرک سے اجتناب اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا تمھارے اخلاقی وجود کا تقاضا ہے۔ انسان جب اپنی اور دوسری مخلوقات کی حقیقت سے آشنا ہوتا، اپنی بندگی کا شعور حاصل کرتا اور اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت اور یکتائی کا ادراک کر لیتا ہے تو اس کا اخلاقی وجود شرک کی غلاظت کو جاننے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتا۔

اس روایت میں دوسرا سوال اور اس کا جواب دراصل ایک بشارت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص شرک کے گناہ سے بچا رہے گا، اس کا اللہ تعالیٰ پر یہ حق قائم ہو جاتا ہے کہ وہ اسے بخش دے۔ لیکن یہاں یہ بات واضح رہے کہ یہ بشارت صرف ان کے لیے ہے جو اصلاً ایمان اور عمل صالح کے حامل ہوں۔ ان سے وہ جرائم نہ ہوئے ہوں جو

ایمان جیسی عظیم حقیقت کو بھی بے معنی کر کے رکھ دیں۔ قتل، دوسرے کا حق کھا جانا اور زندگی بھر برائیوں کو اوڑھنا بچھونا بنائے رکھنا جیسے جرائم ایمان کی نعمت کے باوجود آدمی کو جہنم کا حق دار بنا دیتے ہیں۔ معلوم ہوتا کہ توحید اپنی اصل حیثیت میں بخشش کی ضامن ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ ایسے جرائم جمع ہو گئے تو یہ اپنا یہ کردار ادا نہیں کر سکے گی۔

اس روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کی ایک جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ تعلیم کیا تھا۔ آپ کا طرز تخاطب کس قدر دل پزیر تھا۔ آپ کے ساتھی آپ کے ساتھ کس قدر والہانہ لگاؤ رکھتے تھے۔ ان کے اندر آپ کی عظمت کا احساس کس قدر شدت کے ساتھ موجود تھا۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ توحید کو لوگوں کے دلوں میں اتارنے کے لیے آپ نے کیا کیا اسالیب اختیار کیے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دوسروں کو بتانے سے منع کر دیا تھا۔ اس سے آپ نے یہ واضح کر دیا کہ یہ نکتہ صرف ان لوگوں کے لیے ہے جن کی سیرت دین کے سانچے میں ڈھل چکی ہے۔

اس روایت سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کیا حیثیت تھی۔ آپ کے دینی شعور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتماد آپ کے دین کے علم و عمل میں مقام کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

متون

اس روایت کے کچھ متون امام مسلم نے نقل کیے ہیں۔ ان متون سے واضح ہے کہ کچھ راویوں نے اختصار کا طریقہ اختیار کیا ہے اور کچھ نے تفصیل سے جزئیات بیان کی ہیں۔ اس کے متون کے مطالعے سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ واقعہ کس سفر میں پیش آیا تھا۔ البتہ ایک متن میں یہ تصریح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سفر میں باری باری کسی نہ کسی کو اپنے ساتھ بٹھاتے ہوئے سفر کر رہے تھے۔ ایک روایت میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ حضور کا ہر سفر میں معمول یہی تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھنے کو مختلف الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ امام مسلم کی مرویات میں 'ردف' کا لفظ آیا ہے۔ لیکن دوسری روایات میں اس کے لیے 'ردیف' کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ اور ایک روایت میں 'أردفنی' کا فعل بھی آیا ہے۔

'رحل' یعنی کجاوہ عام طور پر اونٹ پر رکھا جاتا ہے۔ اس روایت کے بعض متون میں یہ تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 'عُفَیر' نامی گدھے پر سوار تھے۔ یہ ممکن ہے کہ یہ لفظ محض فاصلے کو بیان کرنے کے لیے تشبیہاً آیا ہو۔ اور یہ

بھی ممکن ہے کہ گدھے پر اس طرح کی کوئی چیز رکھی ہوئی ہو۔ بہر حال کجاوے کی ابھری ہوئی نوک یعنی انی کے لیے مسلم میں 'مؤخرة' کا لفظ آیا ہے۔ جبکہ بعض روایات میں اس کے لیے 'آخرة' کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔

کچھ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو 'یا معاذ' کہہ کر بلایا تھا اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پورا نام یعنی 'یا معاذ بن جبل' کہہ کر آواز دی تھی۔ اسی طرح بعض روایات میں آپ کے بار بار آواز دینے اور حضرت معاذ کے پوری طرح متوجہ ہونے کی تصریح ہے اور بعض میں نہیں ہے۔ علاوہ ازیں بعض روایات میں 'لبیك یا رسول اللّٰه و سعدیك' کا جواب نقل ہوا ہے اور بعض میں صرف اللہ اور بندوں کے حق سے متعلق سوال و جواب ہی نقل ہوئے ہیں۔ حق سے متعلق سوال و جواب کو نقل کرنے میں بھی راویوں نے دو طریقے اختیار کیے ہیں۔ کچھ رواۃ نے دونوں سوال اکٹھے کر دیے ہیں اور کچھ نے ہر سوال اور اس کے جواب کو الگ الگ بیان کیا ہے۔ عام طور پر راویوں نے روایت کے آخر میں 'أفلا أبشر الناس ...' کا جملہ روایت نہیں کیا۔

کتابیات

بخاری، رقم ۱۲۸، ۵۶۲۲، ۶۱۳۵۔ مسلم، رقم ۳۰۔ ابوداؤد، رقم ۲۵۵۹۔ احمد، رقم ۲۲۴۶، ۲۲۹۳، ۲۲۱۴۹، ۲۲۱۵۱۔ ابن حبان، رقم ۳۶۲۔ سنن کبریٰ، رقم ۱۱۴۔ المعجم الکبیر، رقم ۸۴، ۸۷۔ الآحاد والمثانی، رقم ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۳۔ الادب المفرد، رقم ۹۴۳۔ مسند عبد بن حمید، رقم ۱۱۹۹۔

---

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.net